یمین(قسم)

ابو محمد ظریف خان(ریسرچ اسکالر گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان)

یمین کو عربی میں حلف بھی کہتے ہیں اس کے علاوہ قانون کی زبان میں بھی اسے حلف ہی کہا جاتا ہے۔اردو میں قسم اور انگریزی میں (oath)کہا جاتا ہے۔ہر زبان میں اللہ تعالی کے ذاتی یا صفاتی نام سے اپنی بات کو پکی اور مضبوط کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس کا ثبوت قرآن مجید میں ملتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ج فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ط فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ۔

ترجمہ:''نہیں پکڑتا تم کواللہ تمہاری بیہودہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس قسم کو تم نے مضبوط باندھا سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوںکو یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو

یا ایک گردن زنی کرنی(ایک غلام آزاد کرنا) پس جس کو میسر نہ ہو تو روز ے رکھے تین دن کے۔،،

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے؛

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا م بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَم" من نَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: اور نہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دھوکہ(فریب)آپس میں کہ پھسل نہ جائے تمہارے پاؤں جم جانے کے بعد اور تم اس بات پر سزا چکھو کہ تم نے اللہ تعالی کی راہ سے روکا۔

اس کے علاوہ کئی جگہوں پر قسم کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے

فَلآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (الواقعة:٧٥)

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (القيٰمة:١)

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ(البلد:١)

اس کے علاوہ قسم کے لئے واؤ،باءاور تاءبھی استعمال ہوتا ہے جس کی مثالیں بھی قرآن مجید میں موجود ہیں جیسے:

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى۔ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى (اليل:٢،١)

وَالضُّحٰى۔ ١ وَالَّيْلِ اِذَاسَجٰى(الضحىٰ:١،٢)

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التين:١،٢،٣)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَالْقَمَرِاِذَا تَلٰىهَا۔ وَالنَّهَارِاِذَا جَلّٰىهَا(الشمس:١،٢)

وَالْفَجْرِ۔وَلَيَالٍ عَشْرٍ(الفجر:١،٢)

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُم(الانبياء:٥٧)

اسی طرح حضور ﷺ سے بھی قسم کھانا ثابت اور منقول ہے۔ آپ ﷺ نے کئی مواقع پر واللہ۔باللہ ، وغیرہ کے الفاظ منقول ہیں۔جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے ؛

واللہ لاغزونّ قریشاً ان شاء اللہ ۔ (ابو داؤد، کتاب الأیمان والنذور ،باب الاستثناء فی الیمین بعد السکوت، حدیث نمبر٣٢٨٦) والّذی نفسی بیدہ۔ (البخاری، کتاب القدر، با ب :یحول بین المرء وقلبہ، حدیث: ٦٦١٧)

لغوی تحقیق:اَیمان جمع ہے لفظ یمین کی ،جس کے لغوی معنی مختلف لغات اور ڈکشنریوں میں لکھے گئے ہیں اور ان کے معنی تقریباً ایک جیسے ہیں۔مثال کے طور پر معجم الوسیط میں لفظ یمین کے ذیل میں لکھا ہے:

(الیمین)دائیں جانب یا دایاں ہاتھ، برکت ،طاقت و قوت، ،قسم(مونث)اس سے لفظ یامَنَ(دائیں طرف ہونا)،یمین یُمناً ومَیمَنۃ(اپنی آل و اولاد کے لئے مبارک ہونا) المیمون (مبارک ،خوش بخت) الیمنیٰ(دایاں ہاتھ) وغیرہ بنتے ہیں۔(ص ١٢٩٥)

المفردات فی غرائب القرآن میں لکھا ہے : **والیمین فی الحلف مستعار من الید اعتبارابما یفعلہ المعابد والمحالف وغیرہ ۔**

ترجمہ: یمین قسم (کی صورت میں) ہاتھ (دایاں)سے مستعار ہے اس اعتبار سے کہ قسم کھاتے وقت وعدہ کرنے والا اور حلف لینے والا(ہاتھ ملاتا)کرتا ہے۔

یمین کا لفظ برکت اور سعادت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ الحجر الاسود یمین اللہ (حجر اسود اللہ تعالیٰ سے سعادت اور برکت (مانگنے)کا وسیلہ ہے)۔(ص ٥٥٤)

بیان اللسان میں لکھا ہے کہ اَیمان کا مطلب اعتماد کرنا ،دائیں طرف چلنا (اگرچہ یہاں لفظ ایمان لکھا ہے)

(ص ١١٠)

فیروز اللغات میں یمین کا مطلب سیدھا ہاتھ، دائیں طرف ، قسم، حلف ، قوت، طاقت اور توانائی لکھا ہے۔(ص۱۴۵۰)

انگریزی کی پر کٹیکل ڈکشنری (کتابستان) میں لفظ اوتھ (oath) کے معنی یوں لکھے ہیں :

.Vow to speak truth , profane, use of God,s name to express strong feeling

سچ بولنے کی قسم کھانا، دین کی بے حرمتی کرنا، اللہ کا نام لے کر اپنے جذبات یا بات کا اظہار کرنا۔(ص۵۵۶)

انوارالقدوری نے اس کی لغوی تعریف و تحقیق کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ایمان جمع ہے یمین کی ، جس کے معنی دایاں ہاتھ ہے اس کا اطلاق قسم پر ہونے لگا کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب وہ آپس میں قسمیں کھاتے ہیں تو ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دائیں ہاتھ کا کام چیزوں کو محفوظ رکھنا ہے۔ پھر اس کا اطلاق قسم پر اس لئے کیا گیا کہ محلوف علیہ (جس پر قسم کھائی جاتی ہے) کی آدمی رعایت اور حفاظت کرتا ہے۔(۳:۱۲۷)

الصبح النوری میں اس کی لغوی تعریف اس طرح کی گئی ہے؛" ایمان یمین کی جمع لغۃً ہاتھ ، قوت ، قسم میں مشترک ہے۔ (ص۵۶۰)

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ میں لکھا ہے ؛" **یطلق الیمین فی الغة علی الید الیمنیٰ ،وعلی القوۃ ،وعلی القسم ،فھو مشترک بین ھذہ الثلاثة ثم استعمل فی الحلف ،لانھم کانوا فی الجاھلیة اذا تحالفوا أخذ کل واحد بید صاحبه الیمنیٰ أولأن الحالف یتقوی بقسمه ،کما أن الید الیمنیٰ أقویٰ من الید الیسریٰ۔**"

ترجمہ: لغت میں یمین کا اطلاق دائیں ہاتھ، قوت اور قسم پر ہوتا ہے اور یہ ان تینوں میں مشترک ہے پھر یہ قسم کے معنی میں استعمال ہونے لگا کیونکہ جاہلیت میں جب لوگ قسم اٹھاتے تو ہر ایک اپنے صاحب کا دایاں ہاتھ پکڑتا یا اس لئے کہ قسم سے حالف اپنی بات کو پکی کرتا تھا جس طرح دایاں ہاتھ بائیں سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: لفظی معانی کی طرح مختلف کتابوں میں اس کی اصطلاحی تعریف بھی مختلف الفاظ میں بیان کی گئی ہے، جن میں چند ایک درج ذیل ہیں؛

امام قدوریؒ نے قسم کی تعریف یوں کی ہے ؛"کسی چیز کو مضبوط اور موکد کرنا اللہ کا یا اس کی صفت ذکر کرکے۔(ایضاً)

عرف شرع میں خبر کی دو قسموں (صدق و کذب) میں سے ایک کو منقسم بہ (خدا کا نام یا اس کی صفت) ذکر کرکے مضبوط کرنے کو یمین کہتے ہیں۔(الصبح النوری، ۵۶۰)

علاء الدین بن محمد أمین عابدین الدمشقی نے قسم کی تعریف یوں کی ہے؛

الیمین عبارۃ عن عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل أو الترک۔(الهدیة العلائیة:۱۴۶)

یمین (قسم) مضبوط عقد سے عبارت ہے جس کے ذریعے قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا ترک کرنے کا پکا عزم یا ارادہ کرتا ہے۔

قسم کا حکم: قسم کا حکم أحوال کے اختلاف سے تبدیل ہوتا ہے لہٰذا بعض اوقات یہ واجب ہوتا ہے جب اس پر کوئی واجب امر موقوف ہو جیسے ایسا امر جس میں کسی انسان کی ہلاکت سے بچاؤ یا حفاظت ہو۔یا بعض اوقات یہ حرام ہوتا ہے جیسے ناجائز کام کے کرنے کے لئے ،یا ایسے کام کے لئے قسم کھانا جس کے لئے قسم کھانا جائز نہ ہو۔

مالکیہ کے نزدیک اللہ کے نام پر یا اس کے کسی صفتی ناپ پر قسم کھانا جائز ہے اگرچہ بغیر کسی مقصد کے ہی ہو،اور اگر کسی دنیاوی امر کی عظمت یا اس کی طرف التفات کرنے یا کسی خوف سے یا مانع چیز سے روکنے کے لئے ہو تو قسم کھانا مستحب ہے ۔جس وقت قسم کھانا مستحب ہو اس صورت میں توڑنا مستحب ہو تا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے جب قسم کے توڑنیمیں خیر اور بھلائی ہو۔اگر ترک واجب پر قسم کھائی ہو تو اس کا توڑنا واجب ہے،اسی طرح کسی گناہ کے کرنے کی قسم کھائی ہو تو بھی قسم توڑ نا واجب ہے۔

حنابلہ کے ہاں قسم قسم واجب ، حرام اورمکروہ ہوتے ہیں،جب کسی مکروہ کام یا مستحب کام کے چھوڑنے پریا مستحب کام کے چھوڑنے پر کھائی جائے۔حلف مکروہ یہ ہے کہ خرید و فروخت پر قسم کھانا،اور مستحب قسم کا تعلق مصالح سے ہے جیسے دو جھگڑنے والوںکے درمیان صلح کرنے کے لئے قسم کھانا اگرچہ حالف ان ہی میں سے ایک ہو ،یا کسی کے دل سے کھوٹ دور کرنے کے لئے یا کوئی برائی دور کرنے لے لئے قسم کھانا،البتہ نیکی کرنے اور برائی نہ کرنے کی قسم مستحب نہیں۔البتہ گر نیکی چھوڑنے اور برائی کرنے کی قسم کھائی جائے تو قسم توڑنا واجب ہے اور نیکی کو نہ چھوڑے اور نہ ہی برائی کا رارتکاب کرے۔اگر مستحب کام کے نہ کرنے اور مکروہ کے کرنے کی قسم کھائے تو اس کے لئے قسم کا پورا کرنا مکروہ اور توڑ دینا مستحب ہے ،اور اگر فعل مباح کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے تو قسم نہ توڑنا بہتر ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک قسم کھانا مکروہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ؛

وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاس۔(البقرۃ:۲۲۴)

ترجمہ:اور اللہ کے ناموں کو اپنے قسموں کے لئے نشانہ مت بناؤ تاکہ سلوک(نیکی)کرنے پرہیز گاری اور لوگوں میں صلح کرنے سے بچ جاؤ۔

اور نیکی کرنے اور مکروہ کے چھوڑنے کے لئے قسم کھانا مستحب ہے یا حاکم کے ہاں سچا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے جیسے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ " فو اللہ لا یمیل حتّٰی تملوا۔" یا کسی بڑے کام کی تعظیم اور شان کے لئے ہو جیسے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "واللہ لوتعلمون مااعلم لضحکتم قلیلاًوالبکیتم کثیراً"۔

قسم کا توڑنا پانچ امور پر منحصر ہے۔بعض اوقات قسم کا توڑنا واجب ہوتا ہے جیسے گناہ کرنے اور نیکی کا کام نہ کرنے کی قسم کھائی جائے مثلاً کوئی قسم کھائے کہ وہ ضرور شراب پئے گا یا نماز نہ پڑھے گا تو اس کے لئے اس قسم کا توڑ نا واجب ہے اور وہ کفارہ ادا کرے گا۔بعض اوقات قسم کا توڑنا حرام ہوتا ہے جب اوپر کے اُلٹ ہو یعنی نیکی کرنے اور گناہ نہ کرنے کی قسم کھائے ہو تو اس کا توڑنا حرام ہے مثال کے طور پر کوئی قسم کھائے کہ وہ فرض نماز ادا کرے گا یا ہر گز زنا نہ کرے گا۔تو اس پر قسم کا پورا کرنا واجب اور توڑنا حرام ہے۔بعض اوقات قسم کا توڑنا مستحب ہوتا ہے جیسے کوئی مستحب کرنے اور مکروہ کام نہ کرنے کی قسم کھائے ،بعض دفعہ قسم کا توڑنا مکروہ ہوتا ہے جیسے مستحب کام نہ کرنے اور مکروہ کے کرنے کی قسم کھائی جائے،اور بعض اوقات قسم کا توڑنا خلاف اولیٰ ہوتا ہے۔جیسے کسی مباح فعل کے کرنے یا کھانا پینا چھوڑنے کی قسم کھائی جائے تو اس صورت میں قسم توڑنے سے انسان حانث ہو کر کفارہ ادا کرے گا۔

حنفیہ کے نزدیک اللہ کے نام یا کسی صفت کے ذریعے قسم کھانا جائز ہے لیکن زیادہ قسمیں نہ کھانا افضل ہے۔اگر کسی گناہ کے کام کرنے کی قسم کھائی جائے جیسے وہ اپنے والدین سے ایک دن یا ایک ماہ تک نہیں بولے گا تو اس صورت میں قسم کا توڑنا واجب ہے۔اگر گناہ کے نہ کرنے کی قسم کھائے جیسے وہ شراب بالکل نہیں پئے گا تو اس کا

پورا کرنا لازم ہے۔اسی طرح کسی واجب امر کے کرنے کی قسم کھائی جائے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور

واجب امر کے نہ کرنے کی قسم کو توڑنا لازم ہے اور واجب کو نہ چھوڑا جائے۔اگر ایسے کام کی قسم کھائی جائے جس کا نہ کرنا افضل ہو جیسے کوئی قسم کھائے کہ پیاز ضرور کھائے گا یا ایسے کام کی قسم کھائی جائے جس کا کرنا کرنا افضل ہو جیسے میں چاشت کی نماز ضرور پڑھوں گا یا ایسے کام کی قسم کھائے جائے جس کا کرنا اور نہ کرنا ایک جیسے ہو تو اس میں پہلے دو کے بارے میں دو اقوال ہیں ؛

قول اول: پہلی مثال میں "کہ میں پیاز نہیں کھاؤں گا " میں قسم کا توڑنا بہتر ہے جبکہ دوری مثال میں " میں چاشت کی نماز ضرور پڑھوں گا " میں قسم کا پورا کرنا ضروری ہے۔اور تیسری مثال میں " میں یہ روٹی نہیں کھاؤں گا"میں بھی قسم کا پورا کرنا ضروری ہے۔

قول ثانی: ہر حال (تینوں صورتوں میں) میں قسم کا پورا ناضروری ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے ؛

وَاحۡفَظُوۡۤا اَيۡمَانَكُمۡ۔(المائدہ:۸۹)

جب تک قسم کے ساتھ وقت کا تعین نہ کیا جائے اس کو توڑنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جیسے میں یہ کام کروں گا یا اس کا م کو دن میں یا ایک مہینے میں کروں گا ،اگر وقت کا تعین نہ کیا جائے تو موت تک وہ حانث نہ ہو گا البتہ موت کے وقت ورثاء کو کفارے کی وصیت کرے اور اگر محلوف علیہ اس سے پہلے فوت ہو جائے تو اس پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

اقسام یمین اور ان کے احکام :عام طور پر قسم کی تین اقسام بیان کی جاتی ہیں(ا) یمین لغو۔(ب)یمین غموس۔(ج)یمین منعقدہ۔

(ا) یمین لغو : یمین لغو کی تفسیر کرنے کے لئے ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی گئی ہے، " **قالت عائشة انّ رسول الله ﷺ قال هو كلام الرجل فى بيته كلا والله وبلى والله۔(باب لغو اليمين ص ۱۱۴، حديث نمبر۳۳۲۵)**

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر میں لا واللہ اور بلی واللہ کہے۔

(اہل عرب کی عادت تھی اور اب بھی ہے کہوہ اپنے محاورات میں باتیں کرتے کرتے اس طرح کے الفاظ بول جاتے تھے) اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی گذشتہ واقعہ کو اپنے نزدیک سچ جان کر قسم کھائے حالانکہ واقعۃً وہ غلط ہو یہ یمین لغو ہے۔اس پر نہ کوئی ،مواخذہ ہے نہ کوئی کفارہ ہے۔اس کی تفصیل کے لئے مصنف عبد الرزاق کا یہ اثر ہے ؛

"سمعت الشعبى يقول البر والاثم ما حلف على علمه وهو يرى انه كذلك ليس فيه اثم وليس عليه الكفارة۔" (ابو داود،باب اللغو ، ج۸،ص ۴۷۵،حديث نمبر۱۵۹۵۷)

ترجمہ:میں نے شعبی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ نیکی اور گناہ کا مدار،جو اپنی معلومات کے مطابق قسم کھائے وہ قسم کھائے اور سمجھے کہ ایسا ہی ہے تو اس میں گناہ نہیں ہے اور نہ ہی کفارہ ہے۔

(ب) یمین غموس : کسی گذشتہ واقعے پر جانتے بوجھتے جھوٹی قسم کھالینا یمین غموس کہلاتا ہے مثلاً کوئی کام نہیں کیا اور قسم کھا کر کہتا ہے کہ اللہ کی قسم میں نے یہ کام کیا ہے ،اس کا بہت بڑا گناہ ہے۔(مولانا عاشق الٰہی،انوار البیان،مکتبہ حاقنیہ ملتان ،س ن ۲:۱۳۶)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ:" **عن عبد الله عن النبى ﷺ قال من حلف علىٰ يمينصبر يقتطع بها مال امرأ مسلم لقى الله وهو عليه غضبان فانزل الله تصديقه انّ الّذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمناً قليلاً (ال عمران :۷۷)"[بخارى:حديث نمبر۶۶۷۶)**

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس سے مسلمان آدمی یا اپنے بھائی کا مال لے لے تو اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غصے ہوں گے۔اس کی تصدیق کے لئے یہ آیت اتری کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اس کی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے خریدتے ہیں الاخ۔

سنن بیہقی میں ایک اثر نقل کی گئی ہے جس میں حضرت عامر سے پوچھا گیا کہ یمین غموس کیا تو فرمایا؛

قال الذی یقتطع مال امرئ مسلم بیمینه هو فیهاکاذب۔ (سنن بیهقی،باب ما جاء فی الیمین الغموس ،ج۱۰،ص۶۲،حدیث نمبر۱۹۸۶۸)

ترجمہ : فرمایا کسی آمی کا مال جھوٹی قسم سے حاصل کرے۔

مولانا شمیر الدین نے لکھا ہے کہ جب جانتا ہے کہ یہ بات ایسی نہیں ہے پھر بھی جان کر جھوٹ بولے اور کہے کہ ایسا ہے اس کو یمین غموس کہتے ہیں۔(الشرح الثمیری، ختم نبوت اکیڈمی، مبشر پرنٹرز کراچی،۴:۴۸)

(ج)یمین منعقدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی آنے والے زمانے میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے مثلاً یوں کہے کہ اللہ کی قسم میں یہ کام ضرور کروں گا یا فلاں چیز ضرور کھاؤں گا ،اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اس کی خلاف وارزی ہو جائے تو کفارہ دینا فرض ہو جاتا ہے۔(مولانا عاشق الٰہی،انوار البیان،مکتبہ حاقنیہ ملتان ،س ن ۲:۱۳۶)

اس بارے میں بخاری شریف میں حضرت ابی بردہؓ کی حدیث نقل کی گئی ہے ؛

عن ابی بردة عن ابیه قال أتیت النبی ﷺفی رهط من الاشعریین ...وانی والله ان شائالله لا أحلف علی یمین فأرىٰغیرها خیراً منها الا کفرت عن یمینی وأتیت الذی هو خیر او أتیت الذی هو خیر وکفرت عن یمینی۔ (بخاری،باب قول الله تعالی لا یؤاخذ کم الله باللغو فی ایمانکم ،ص۹۸۰ حدیث نمبر۶۶۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو بردہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں اشعریین کی ایک جماعت میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم کوئی بھی قسم کھاتا ہوں اور اس خلاف کوئی خیر دیکھتا ہوں تو یقیناً۔اپنے قسم کا کفارہ ادا کرتا ہوں اور وہ کرتا ہوں جو خیر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

لیکن یہاں ہم آئمہ اربعہ کے مذاہب کے مطابق اقسام اور ان کے احکام کو تفصیل سے بیان کریں گے۔

(ا) حنفی مذہب:حنفیہ کے نزدیک قسم کی مذکورہ بالا تین اقسام ہیں۔

(ا) یمین لغو: حنفیہ کے نزدیک دو چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے (ا) ایسی چیز پر قسم کھایا جائے جس کے بارے میں حالف کا اعتقاد ہو یا غالب گمان ہو کہ وہ سچا ہے اور بعد میں وہ جھوٹا ظاہر ہو جائے جیسے کوئی قسم کھائے کہ زید کل سے گھر میں داخل نہیں ہوا اور اس کا یقین یا غالب گمان بھی یہی ہو کہ وہ داخل نہیں ہوا ہے لیکن حقیقت میں زید گھر میں داخل ہوا تھا، یا کوئی قسم کھائے کہ اس کے پاس کوئی نقدی رقم نہیں اور اسے یقین تھا کہ اس کے پاس رقم نہیں حالانکہ اس کے پاس رقم تھی۔(۲) اس کی زبان سے بلا ارادہ اور قصد کے قسم نکل جائے جیسے کوئی بات کہے اور دوسرا کہے " لا واللہ" ، "وبلی واللہ" وغیرہ۔

امام اعظمؒ کے نزدیک یمین لغو ماضی اور حال میں منعقد ہوتی ہے مستقبل میں نہیں۔کیونکہ مستقبل کے بارے میں کھائی گئی قسم منعقدہ ہوتی ہے۔یمین لغو کے حانث پر نہ گناہ ہوتا ہے اور نہ اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔

(۲) یمین غموس:لفظ غموس غمس سے لیا گیا ہے جس کے معنیٰ ہے گھسا دینا چونکہ جھوٹی قسم یہاں اس دنیا میں گناہ میں گھسا دیتی ہے اور آخرت میں پہنچ کر دوزخ میں گھسا دینے کا سبب بنے گی اس لئے اسے غموس کا نام دیا گیا۔یمین غموس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر قصداً جھوٹی قسم کھائی جائے اور اس کے لئے ماضی میں ہونا ضروری نہیں بلکہ حال میں بھی ہو سکتی ہے جیسے کوئی قسم کھائے کہ " واللہ ما ضربت محمداً عالماً انه ضربه"[اللہ کی قسم میں نے محمد کو نہیں مارا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس نے اسے مارا ہے۔]یا کوئی قسم کھائے کہ " واللہ انه ذھب الآن وھو عالم بانه فضة" [اللہ کی قسم کہ یہ سونا ہے اور وہ یہ جانتا تھا کہ یہ چاندی ہے]۔لیکن عموماً یمین غموس کا انعقاد ماضی کے کسی کام کے بارے میں کھائی گئی قسم ہی کو کہا جاتا ہے کیونکہ ماضی کے واقعے کے بارے میں وہ یقینی ہوتا ہے جس پر وہ قصداً جھوٹی قسم کھاتا ہے۔یمین غموس کے حانث پر کفارہ واجب نہیں آتا لیکن اس پر توبہ لازم آتا ہے البتہ اللہ کے بغیر کسی اور چیز پر جیسے طلاق یمین غموس کھانے سے قسم منعقد ہو جاتا ہے اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔یمین غموس کا شمار گناہ کبیرہ میں ہوتا ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمروؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بڑے گناہ یہ ہیں (ا) اللہ کے ساتھ شرک کرنا،(۲) ماں باپ کو دکھ دینا ،(۳) کسی جان کو قتل کرنا،(۴) یمین غموس یعنی کسی خلاف واقعہ بات پر جھوٹی قسم کھانا۔(البخاری،۲: ۹۸۷)

(۳) یمین منعقدہ:جب مستقبل میں کسی کام کے بارے میں قسم کھائی جائے اور اس میں انسان حانث ہو جائے خواہ قصداً ہو یا بغیر قصد کے جیسے کوئی قسم کھائے کہ وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور پھر گھر میں داخل ہو جائے۔اس کے حانث پر کفارہ لازم آتا ہے۔یمین منعقدہ اللہ کے نام یا اس کے کسی صفاتی نام پر کھائی جاتی ہے۔

مالکیہ:مالکیہ کے نزدیک یمین غموس دو امور پر مشتمل ہے :

(الف) کہ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی جائے اور یہ وہ قسم ہے کہ اس کا کھانے والے کو جھنم میں ڈبویا جائے گا یا یہ وہ گناہ ہے جو جھنمر میں لے جانے والا ہے۔اس کا کوئی کفارہ نہیں کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ کفارہ سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ حانث توبہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صدقہ کرے یا روزے وغیرہ رکھے۔

(ب) انسان شک یا ضعیف گمان کی وجہ سے قسم کھائے جیسے کوئی کہے کہ " **واللہ ما لقیت فلان أمس وھو لا یدری ألقیه ام لا۔**" اللہ کی قسم میں اس سے کل سے نہیں ملا ہوں اور وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس سے ملا ہے یا نہیں۔اس کی یہ بات بعد یا تو سچ ظاہر ہو گی ،یا جھوٹ ظاہر گی یا کچھ بھی نہیں ہو گا۔اب اگر اس کی بات جھوٹ یا کچھ بھی ظاہر نہ ہوئی اور اس کا شک یا گمان ضعیف برقرار رہا تو یہ قصداً جھوٹ کی طرح گناہ ہے اور اگر اس کی بات سچ ثابت ہوئی تو اس میں اختلاف ہے۔ایک قول کے مطابق اس کا قسم پورا ہو گیا اور وہ گناہنگار نہیں۔دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے گناہ زائل نہیں ہوا کیونکہ اس نے بغیر یقین کے ایک بڑے اقدام اُٹھانے پر جرأت کی اس پر کفارہ نہیں بلکہ وہ توبہ کرے گا۔

اگر کوئی ماضی کی گذری ہوئی بات پر عمداً جھوٹی قسم کھائے تو بالاتفاق اس پر کفارہ نہیں۔یا ایسے کام پر قسم کھائے جس کا ہونا ممکن نہ ہو جیسے اللہ کی قسم میں آسمان پر چڑھوں گا ،یا ایسے کام پر قسم کھائے جس کا وجود ہی نہیں جیسے اللہ کی قسم میں اس کو ضرور قتل کروں گا اور وہ جانتا تھا کہ وہ مر چکا ہے،یا کوئی قسم کھائے کہ کل سورج طلوع نہ ہو گا وغیرہ تو بعض کے نزدیک یہ یمین غموس ہے جس میں کفارہ نہیں جبکہ بعض کے نزدیک اس میں کفارہ ہو گا کیونکہ یمین غموس کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے اور جس بات کا تعلق حال یا مستقبل سے ہو ،وہ یمین غموس نہیں ہوتا۔یمین اگر کوئی طلاق پر جھوٹی قسم کھائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

یمین لغو وہ ہے جس میں کسی بات پر انسان کو یقین یا غالب گمان ہو کہ ایسا ہی ہے اور بعد میں غلط ثابت ہو جائے ،مثال کے طور پر کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میرے پاس روپے نہیں اور اسے یقین تھا کہ اس کے پاس روپے نہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے پاس روپے تھے۔اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کچھ بھی نہیں۔اگر قسم کا تعلق ماضی کے کسی امر سے ہو تو بالاتفاق اس میں کفارہ نہیں مثلاً کوئی کہے کہ اللہ کی قسم محمد کل نہیں آیا تھا اور اسے اس کے نہ آنے کا یقین تھا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ آیا تھا۔اور اس کا تعلق مستقبل سے ہو تو اس میں اختلاف ہے ،بعض کی رائے ہے کہ یمین لغو کا تعلق مستقبل سے نہیں ہوتا کیونکہ مستقبل کے کسی امر پر قسم کھانا غیب پر قسم کھانے کی جرأت ہے اس لئے اس میں کفارہ واجب ہو گا بخلاف ماضی کے کہ اس میں وہ ایک معلوم شئے پر قسم کھاتا ہیاور مستقبل کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہوتا۔لیکن بعض کی رائے یہ ہے کہ اس میں ماضی اور حال کی طرح کفارہ نہیں۔یمین لغو اللہ کے سوا کسی اور چیز پر قسم کھانے سے منعقد نہیں ہوتا البتہ طلاق ،عتاق(غلام کا آزاد کرنا) یا صدقہ پر قسم کھانے سے طلاق ،عتاق منعقد اور نذر لازم ہوتا ہے۔

شافعیہ : شافعیہ کے نزدیک قسم کی دو قسمیں ہیں ،لغو اور منعقدہ۔

یمین لغو تین امور پر مشتمل ہوتا ہے۔(۱) انسان کے زبان سے بغیر قصد و ارادہ کے قسمیہ الفاظ نکلے جیسے کوئی کہنا چاہتا ہو کہ واللہ میں کل مدرسے جاؤں گا اور اس کے منہ سے یہ نکلے کہ وللہ میں کل زید کو ماروں گا۔۔۔۔۔

دوسرا یہ کہ کسی بھی چیز کا قصد کئے منہ سے قسم نکلے جیسے غصے میں کسی کے منہ سے نکلے واللہ یا لا واللہ وغیرہ اور اس کا مقصد سوا ان الفاظ کے کسی چیز کا نہ ہو۔تیسرا یہ کہ کسی بات کے دوران ویسے ہی قسم کا لفظ نکلے جیسے کوئی کسی بست کے پیچھے کہے کہ واللہ ،یا دو باتوں کے درمیان میں قسمیہ لفظ کہے۔

منعقدہ: یہ وہ قسم ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام یا اس کے کسی صفاتی نام کے ساتھ ان شرائط کے ساتھ کھائی جاتی ہے۔

یمین منعقدہ میں قصد ضروری ہے۔شافعیہ کے نزدیک لغو اور منعقدہ دونوں ماضی اور مستقبل میں صحیح ہوتے ہیں مثلاً یمین لغو میں کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں کل سفر کروں گا اور ارادہ کہنے کا یہ ہو کہ کل میں محمد کے گھر داخل ہوں گا ،یا ماضی کے کسی بات کے متعلق یہ کہے کہ واللہ میں کل سیب کھایا تھا اور نیت میں انار کا کھانا تھا۔اسی طرح منعقدہ میں کوئی یہ کہے کہ واللہ میں یہ کام کروں گا ،یا واللہ میں نے یہ کام کیا ہے۔اب حانث ہونے کی صورت میں اس پر کفارہ لازم آئے گا اس کے علاوہ قسم کی ایک اور قسم جسے غموس کہتے ہیں آپؒ کے ہاں اس میں بھی حنث کی صورت میں کفارہ لازم آتا ہے چاہے اس کا تعلق ماضی سے ہو یا مستقبل سے۔البتہ یمین لغو میں کفارہ لازم نہیں آتا۔

حنابلہ: حنابلہ قسم کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں ،منعقدہ، لغو اور غموس۔

(۱) منعقدہ: یہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم ہے جیسے کوئی کہے " واللہ میں کل اعتکاف میں بیٹھوں گا "یا " واللہ میں کبھی بھی زنا نہیں کروں گا"۔یمین منعقدہ مستقبل یعنی آئندہ امانے میں کسی کام کے بارے میں کھائی گئی ہو منعقد ہوتی ہے اگر چہ حالف نے کوئی حیلہ ہی کیوں نہ بنایا ہو۔

(۲)یمین لغو: یہ تین امور پر مشتمل ہوتی ہے۔اول بغیر قصد کے زبان سے قسم نکلے جیسے بات کے دوران زبان سے "واللہ" وغیرہ جیسے الفاظ نکلے۔دوم ایسی بات پر قسم کھائے جو اس کے گمان کے مطابق صحیح ہو لیکن بعد میں وہ

جھوٹی نکلے۔ایسی قسم بنام اللہ ہو ،نذر یا ظہار ہو منعقد نہیں ہوتی،لیکن عتاق اور طلاق میں منعقد ہوتی ہے۔سوم یہ کہ مستقبل کے کسی امر پر قسم کھائی جائے جو اس گمان کے مطابق سچی ہو لیکن اسے حاصل نہ کیا جا سکے جیسے کوئی قسم کھائے جہ فلاں میری بات مانے گا اور وہ اس کی بات نہ مانے۔ایسی قسم پر نہ کوئی مواخذہ ہے نہ کفارہ۔

یمین غموس: یہ وہ قسم ہے جس گزری ہوئی بات پر قصداً کھائی جائے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ وہ جھوٹی قسم کھا رہا ہے ایسی قسم پر کوئی کفارہ نہیں۔اس کو غموس اس لئے کہا جاتا ہے کہ حالف کو قیامت کے دن جہنم میں ڈبویا جائے گا۔(کتاب الفقہ علی للمذاہب الاربعۃ، ص۵۸)

کفارہ یمین: قرآن کریم میں قسم کا کفارہ بتایا گیا ہے۔ارشاد ہے:

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ (المائدۃ: ۸۹)

ترجمہ: سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے جو اس کھانے کا درمیانہ ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو ،یا ان کو کپڑا پہنا دینا ہے۔

اس آیت کی تفسیر مفتی عاشق الٰہی نے یوں لکھی ہے کہ اگر دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی صورت اختیار کرے تو صبح و شام ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔اور ان دس مسکینوں میں سے کوئی بچہ نہ ہو اور نہ کوئی پیٹ بھرا ہو۔مسکینوں کو جو کھانا کھلائے تو گھٹیا کھانا نہ کھلائے بلکہ اپنے اہل و عیال کو جو کھانا کھلاتا ہو اس کے درمیانی حیثیت کا کھانا کھلائے اور اگر کپڑا دینے کی صورت اختیار کرے تو ہر مسکین کو اتنا کپڑا دے جس سے ستر ڈھک جائے اور اس میں نماز ادا ہو سکے اور اگر عورت کو کپڑا دے تو اتنا بڑا کپڑا دے کہ جس سے اس کا سارا بدن ڈھک جائے اور جس میں وہ نماز پڑھ سکے۔(مفتی محمد عاشق الٰہی ،انوار البیان ، ۲:۱۲۸)

تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا گیہوں دیدے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر مسکین کو ایک مد دے۔او کسوتھم جو طعام پر عطف ہے اور دونوں اوسط درجے کے ہوں اور کپڑے کی مقدار اتنی ہو جسے کپڑا کہا جا سکتا ہومثلاً قمیص اور شلوار، یا بڑی چادر وغیرہ۔(المحلی،جلال الدین ،تفسیر جلالین ، المیزان لاہور ،۲۰۰۴ئ،ص۱۰۰)

تفسیر عثمانی کے مطابق کھانا کھلانے میں اختیار ہے کہ اگردس مسکینوں کو گھر میں بٹھلا کر کھانا کھلا دے یا صدقہ فطر کے برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت ادا کرے اور یا کپڑا اس قدر دے جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائےمثلاً کُرتہ اور پاجامہ یا لنگی اور چادر۔(۱۱۵)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جن کے پاس ضروریات کے حصول کی کوئی سبیل نہ ہو اور انہیں اوسط درجے کی غذا دینی چاہیے۔جو تم کھاتے ہو اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یہ اوسط غذا روٹی اور دودھ یا روٹی اور روغن ہے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے اہل کو حیثیت سے بھی

خراب غذا کھلاتے ہیں اور بعض اپنی حیثیت سے بھی اچھی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اوسط قسم کی غذا ہو نہ اس میں تنگی برتی گئی ہو اور نہ دل کھول کر خرچ کیا گیاہو۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "**او کسوتھم**"۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ان دس میں سے ہر ایک کو اس قدر کپڑا دیں کہ جس پر کپڑے کا اطلاق ہو سکے جیسے ایک قمیص ایک پاجامہ یا ایک عمامہ یا ایک چادر۔ٹوپی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کافی ہو سکتی ہے یا نہیں بعض کے مطابق جائز ہے امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کو اتنا کپڑا دینا ضروری ہے کہ جتنا نماز پڑھنے کے لئے ضروری ہے۔(۱۱۶)

معارف القرآن میں لکھاہے کہ تین کاموں میں سے ایک اپنے اختیار سے کر لیا جائے اول یہ کہ دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا دو وقت صبح و شام کھلایا جائے یا یہ کہ دس مسکینوں کو بقدر ستر پوشی کپڑا دیا جائےمثلاً ایک پاجامہ یا تہبند یا لمبا کرتہ وغیرہ یا کوئی مملوک غلام آزاد کیا جائے۔(۱۱۷)

زبدۃ التفسیر کے مطابق "**من اوسط ما تطعمون**" سے مراد وہ اوسط کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو نہ اس سے زیادہ واجب ہے اور نہ اس سے کم جائز ہے اور پیٹ بھر کر کھلائے۔اور او کسوتھم سے مراد اتنا کپڑا جو بدن کو ڈھکے اگرچہ ایک ہی کپڑا ہی سے کیوں نہ ہو۔بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد اتنا کپڑا جس میں نماز پڑھی جا سکے۔(۱۱۸)

تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر اس طرح لکھی ہے کہ اوسط سے مراد کیفیت ہے نہ بہت اعلیٰ اور نہ بہت ادنیٰ درجے کی۔پس جو بہت زیادہ غنی ہو اور اپنے اہل و عیال کو اچھے کھانے کھلاتاہو وہ مسکینوں اور فقیروں کو بھی ویسا ہی اچھا کھانا کھلائے اور یہ امام ابو حنیفہ کے قول پر دلالت کرتاہے جس میں فقیر کو کھلانا مباح قرار دیا گیا ہے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "**من اوسط ما تطعمون**" تنگی اور فراخی کے درمیان ہے دوسری روایت میں ہے کہ نہ زیادہ اعلیٰ اور نہ زیادہ ادنیٰ ہواو کسوتھم طعام اور اوسط پر عطف ہے یہ اعلیٰ اور ادنیٰ انسان کی اپنی حالت کی مناسبت کے مطابق ہوتی ہے (۱۱۹)۔

اس آیت کے متعلق بھی جتنی تفاسیر کا جائزہ لیا گیا اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کھانے اور کپڑے کی مقدار واضح طور پر کسی نے مقرر نہیں کی ہے جس طرح فقہاء اور آئمہ مسالک کے مابین اقوال مختلفہ سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ آئمہ مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے جن کے عرف اور رواج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔لہذا اوسط کھانے کو لوگوں کے عرف پر چھوڑا ہے کیونکہ غریب آدمی کے ہاں اوسط کی مقدار اور ہو گی جبکہ مالدار کے ہاں اوسط کے معنی اور ہونگے اور ایک جگہ کے عرف میں اوسط ایک قسم جبکہ دوسرے علاقے کے عرف میں دوسری قسم کے کھانے اور کپڑے کو اوسط کہا جائے گا۔

علاء الدین ثمر قندیؒ نے قسم کے اقسام ایک دوسرے طرز پر بیان کئے ہیں ،اگرچہ وہ بھی ان بیان شدہ تین اقسام ہی کی طرح ہیں لیکن ان کا انداز بہت زبردست ہے۔وہ لکھتے ہیں؛

" ایمان تین طرح کیا ہے ،ایک وہ جس میں کفارہ لازم آتا ہے ،دوم وہ جس میں کفارہ لازم نہیں آتا اور سوم وہ قسم ہے جس میں ہمیں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ حالف کا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔

جس قسم پر کفارہ لازم آتا ہے اس کا تعلق مستقبل کے کسی امر سے ہوتا ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں۔

(ا) ایسی چیز پر قسم کھانا جس کا وجود اور ہونا عادتاً ممکن ہو۔اس کی کئی قسمیں ہیں۔پہلی قسم میں وہ امور آتے ہیں

جس میں کام کے کرنے کی قسم کھائی جاتی ہےمثلاً کوئی کہے کہ اللہ کی قم میں یہ روٹی کھاؤں گا یا میں بصرہ ضرور جاؤں گا۔تو جب تک حالف اور محلوف علیہ موجود ہوں اور اس پر قائم ہوں وہ حانث نہ ہو گا لیکن ان دونوں میں کسی ایک کی ہلاکت سے اس کا قسم ٹوٹ جائے گا اور وہ حانث ہو جائے گا کیونکہ تمام عمر میں ایک دفعہ اس کا کرنا اس پر لازم ہے۔

دوسری قسم ان امور سے متعلق ہے جس میں کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی جاتی ہے ،مثال کے طور پر کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں روٹی نہیں کھاؤں گا یا اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا۔تو جس وقت بھی اس نے روٹی کھائی یا گھر میں داخل ہوا وہ حانث ہو جاتا ہے۔لیکن فعل کے کرنے سے پہلے حالف یا محلوف ہلاک ہو جائے تو وہ حانث نہ ہو گا کیونکہ قسم فعل کے نہ کرنے کی کھائی تھی اور ہلاک ہونے کے بعد اس فعل کا سرزد ہونا محال ہے۔

تیسری قسم وہ ہے جس میں کام کے کرنے کے لئے وقت کا تعین کیا جاتا ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں یہ روٹی آج کھاؤں گا۔تو آج کا دن گزر جانے اگر حالف اور محلوف علیہ(روٹی)موجود ہوں اور روٹی نہ کھائے تو

حانث ہوجاتا ہے۔لیکن اگر حالف دن گزر جانے سے قبل مر گیا تو بالاجماع وہ حانث نہ ہو گا اور اگر محلوف علیہ دن گزرنے سے قبل ہلاک ہوا تو بھی وہ حانث نہ ہو گا اور اس پر کفارہ لازم نہ آئے گا۔البتہ اگر دن گزر جائے تو حنث میں اختلاف ہے ۔امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہ ہو گا جبکہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ حانث ہو گا۔اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ طرفین کے نزدیک قسم کا پورا کرنا قسم کے انعقاد کے لئے شرط ہے جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شرط نہیں۔طرفین کے مطابق قسم کے شرط یہ ہے کہ وہ مستقبل کے کسی امر کے بارے

میں ہو لہٰذا یہ شرط ہمیشہ کے لئے ہوا اور جب محلوف علیہ ہلاک ہوا تو حالف قسم سے بری ہوا اور اس کا قسم باطل ہو گیا۔اور جب وقت گزر گیا توحنث کی شرط تو موجود تھی لیکن قسم نہیں۔امام ابو یوسفؒ کے مطابق چونکہ قسم سے برأت شرط نہیں اس لئے یہ صرف دن کے آخر تک رہے گا اور دن کے گزرتے ہی وہ حانث ہو گا اوراس پر کفارہ واجب ہو گا۔

اور اگر وقت معین میں کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہو جیسے کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں آج روٹی نہیں کھاؤ گا

تو دن کے گزرنے تک اگر نہ کھائے تو قس کا قسم پوری ہو گئی ،اور حالف اور محلوف علیہ میں سے ایک ہلاک ہو گیا تو بھی اس کی قسم پوری ہو گئی کیونکہ قسم نہ کھانے کے متعلق تھی اور وہ موجود رہی۔

(۲) ایسے کام کی قسم کھانا جس کا وجود نہ ہو۔مثال کے طور پر کوئی قسم کھائے کہ میں اس کوزے سے پانی پیوں گا اور اس کوزے میں پانی نہ ہو،تو طرفینؒ کے نزدیک ا کی قسم منعقد نہ ہو گی جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قسم منعقد ہو گی اور وہ حانث ہو گا۔طرفین کے مطابق قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے اور حنث کی صورت میں اس پر کفارہ واجب آتا ہے لیکن جب قسم کا پورا کرنا ممکن ہی نہ ہو تو حنث بھی ممکن نہ رہا لہٰذا انعقاد یمین کا فائدہ نہ رہا۔

البتہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں کا قتل کروں گا اور وہ مر چکا ہو تو اگر حالف اس کے موت کے بارے میں لا علم تھا تو پھر قسم منعقد نہ ہو گی اور اگر وہ اس بارے میں جانتا تھا تو بالاجماع یہ قسم منعقد ہو گی۔

(۳) ایسی چیز کی قسم کھانا جس کا کرنا عادتاً ممکن نہ ہو ،مثال کے طور پر کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں آسمان پر چڑھوں گا

یا میں اس پتھر کو سونا بناؤں گا یا میں دریائے دجلہ کا سارا پانی پیوں گا۔تو ان باتوں کا پورا کرنا اگرچہ عادتاً ممکن

نہیں لیکن تصور میں یہ ممکن ہے اسلئے قسم منعقد ہو جائے گی اور عادتاً اس کے کرنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے قسم کھانے والا حانث ہو گا۔

(۴) ایسی چیز کی قسم کھانا جس پورا کرنا اسی وقت کے متعلق ہو جیسے کوئی دوسرے شخص سے کہے کہ آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ اور وہ کہے کہ اللہ کی قسم میں نہیں کھاؤں گا اور پھر کچھ دیر بعد گھر جا کر کھانا کھائے تو وہ حانث نہ ہو گا۔اسی طرح کوئی بیوی سے کہہ دے کہ اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے اور اس نے کچھ وقت تک گھر سے نکلنا چھوڑ دیا پھر بعد میں نکلی تو طلاق واقع نہ ہو گی۔

جس قسم پر کفارہ لازم نہیں آتا وہ یمین غموس ہے جو قصداً کھائی جانے والی جھوٹی قسم ہے اور ماضی کے کسی امر کے متعلق ہوتی ہے۔جیسے کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں اس گھر میں داخل ہوا تھا اور وہ جانتا تھا کہ داخل نہیں ہوا تھا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ بندہ توبہ و استغفار کرے۔ہمارے مذہب میں اس پر کوئی کفارہ نہیں جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

وہ قسم جس میں ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا یمین لغو ہے اور یہ غلطی سے کھائی گئی جھوٹی قسم ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں اس گھر میں داخل نہیں ہوا اور وہ داخل ہوا تھا یا کہے کہ واللہ یہ چڑیا ہے حالانکہ وہ کوا تھا یا کبوتر تھا، اس قسم کا کوئی حکم نہیں۔امام شافعیؒ کے نزدیک یمین لغو یہ ہے کہ بات کے دوران ویسے ہی زبان قسمیہ الفاظ نکلے یا تلاوت قرآن مجید کے دورن زبان پر قسم کے الفاظ جاری ہو جائے۔

کتاب "اللباب" میں یمین لغو کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ یمین لغو وہ ہے جو شرعاً اور وضعاً قسم کا فائدہ نہ

دے کیونکہ قسم کا فائدہ یہ ہے کہ یہ خبر کی سچائی بتاتی ہے اور جب اس کی اضافت ایسے خبر کی طرف کی جائے جس میں صدق کا احتمال نہ ہو تو وہ قسم کے فائدہ سے خالی ہو تا ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے؛

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ۔(القصص:۵۵)

اور جب لغو باتوں کو سنتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا۔(الواقعة:۲۵)

ترجمہ:وہ بکواس اور گناہ کی باتیں نہیں سنتے۔

وَاِذَامَرُّوْابِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔(الفرقان: ۷۲)

ترجمہ: اور جب لغو (کھیل کی)باتوں پر سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز میں گزرتے ہیں۔

مشرکین کی عادت تھی کہ وہ مسلمانوں کو لغو باتوں میں لگانے کی کوشش کرتے کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل یا حجت نہیں ہوتی تھی اس لئے وہ مسلمانوں کو ایسے کام میں لگاتے جو بے فائدہ ہوتی تھی۔

قسم کے انعقاد کے لئے شرائط:قسم کے شرائط درج ذیل ہیں ؛

(۱) قسم کھانے والامکلف ہو لہٰذا چھوٹے بچے اور مجنون کا قسم منعقد نہ ہو گا۔

(۲) حالف نے قسم اپنے اختیار سے کھائی ہو پس زبر دستی کا قسم منعقد نہیں ہو گا۔اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اکراہ کا قسم بھی منعقد ہو تا ہے اور کفارہ بھی واجب ہو جاتا ہے اگرچہ قسم توڑنے میں اس پر زبردستی کی گئی ہو۔لیکن جب محلوف علیہ کے فعل پر کسی غیر نے زبردستی عمل کرایا ہو جیسے کسی نے قسم کھائی کہ یہ پانی نہیں پیوں گا اور کسی نے زبر سے حلق میں پانی انڈیل کر پلا دیا تو قسم منعقد نہ ہو گا۔اگر کسی نے بھول کر قسم کھائی کہ میں ائیندہ قسم نہیں

کھاؤں گا اور پھر بھول کر قسم کھا لی تو کفارہ واجب ہو گا۔مجنون اور مغمی کا قسم منعقد نہیں ہو گا کیونکہ قسم کے لئے عقل شرط ہے اور ان کی عقل مفقود ہوتی ہے۔(ص)

(۵) قسم اور محلوف علیہ (جس چیز پر قسم کھائے جائے) کے مابین بھی وقفہ حائل نہ ہو بلکہ متصل ہو۔جیسے کسی نے کہا کہ اللہ کی قسم پھر کچھ دیر خاموش رہا کسی نے کہا کہ یوں کہواور اس نے وہ بات کی تو یہ قسم منعقد نہیں ہوگی کیونکہ ایک ان کے درمیان وقفہ آگیا اور دوری اس نے دوسرے آدمی کی بات نقل کی۔

(۴) حنفیہ کے نزدیک قسم کے شرائط میں ایک شرط مسلمان ہونا بھی ہے۔(کتاب الفقہ فی مذہب ،۲:۶۲)

امام مالکؒ کے نزدیک کراہ کا قسم منعقد نہیں ہوتا ،البتہ بغیر اکراہ کے قسم منعقد ہوتا ہے خواہ کام کے کرنے کی کھائی جائے یا نہ کرنے کی۔البتہ قسم کے توڑنے پر کسی نے مجبور کیا جیسے خلاف قسم کسی نے گھر میں زبر دستی داخل کرایا تو حانث نہ ہو گا ۔یا کوئی جانور پر سوار تھا جو سرکش تھا اور بے قابو ہو کر اسے گھر میں داخل کرایا اور سوار کیلئے اس کو روکنے یا اس سے اترنے کی کوئی صورت نہ تھی تو اس صورت میں بھی وہ حانث نہ ہو گا۔اسی طرح اگر اسے کسی نے زبردستی گھر میں داخل کرایا اور وہ نکلنے پر قادر تھا لیکن نہ نکلا تو وہ حانث ہو گا۔البتہ اگر کسی کو کوئی کام کرنے کی قسم میں حنث پر زبر دستی کی جائے تو اس میں اختلاف ہے ،مثال کے طور پر کسی نے قسم کھائی کہ وہ گھر میں ضرور داخل ہو گا اور اسے داخل ہونے سے روکا جائے تو مشہور قول یہ ہے کہ وہ حانث ہو گا اور کفارہ ادا کرے گا۔جبکہ بعض کہتے ہیں کہ حانث نہ ہو گا۔

(۳) قسم اللہ تعالیٰ کے نام یا کسی صفاتی نام پر کھائی جائے۔غیر اللہ کے نام کی قسم منعقد نہ ہو گی جیسے کوئی ماں ، باپ وغیرہ کی قسم کھائے تو وہ قسم نہ ہوگی۔لیکن اس میں کچھ تفصیل ہے جو بعد میں آئے گی۔

(۴) قسم کھاتے وقت قسم کا قصد بھی کیا ہو لہٰذا بغیر قصد کے اگر زبان سے یوں ہی قسم کا لفظ نکل جائے تو قسم منعقد نہ ہو گی لیکن اس میں یہ مشکل پیش آئے گی کہ حالف نے کب نیت کی ہے اور کب نہیں کی اس کا معلوم کرنا مشکل ہو گا۔

(۵) محلوف علیہ عقل و عادت کے لحاظ سے واجب یعنی خود بخود ہونی والی نہ ہو۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جائے وہ ایسی نہ ہو کہ وہ ویسے ہی ہوتی ہو ،مثال کے طور پر کوئی قسم کھائی کہ کل سورج طلوع ہو گا یا واللہ میں ضرور مروں گا تو یہ قسم نہ ہو گا کیونکہ یہ باتیں عقلاً اور عادتاً ہونی ہیں۔

اس کے مقابلے میں چار امور میں قسم منعقد ہوتی ہے۔

(۱) وہ کام عقلاً اوعادتاً ممکن ہو جیسے واللہ میں گھر میں داخل ہوں گا یا گھر میں داخل نہیں ہوں گا۔

(ب) وہ کام عادتاً محال ہو جیسے واللہ میں آسمان پر چڑھوں گا یا پہاڑ کو اٹھاؤں گا تو اس میں صرف قسم کھانے سے ہی انسان حانث ہو جائے گا۔

(ج) وہ کام عقلاً اور عادتاً ممتنع یعنی ناممکن کے قریب (مشکل) ہو۔ جیسے واللہ میں فلاں کو زندگی اور موت کے مابین رکھوں گا ،چونکہ دو متضاد چیزوں کا اجتماع ممکن نہیں اس لئے قسم کھاتے ہی وہ حانث ہو جائے گا۔

(۴) وہ کام شرعاً واجب یا ممتنع ہو جیسے واللہ میں ظہر کی نماز پڑھوں گا یا اللہ کی قسم میں ضرور شراب پیوں گا تو یہ قسم بھی منعقد ہو گی۔ (المذاہب الاربعۃ، ۲:۶۲)

قسم میں استثناء: جب قسم میں استثناء کا ذکر کیا جائے تو قسم منعقد نہ ہو گی، مثال کے طور پر کوئی کہے " **واللہ لا أفعل كذا ان شاء الله ، أو الا أن يشاء الله** " یعنی اللہ کی قسم میں انشاء اللہ یا الا ان یشاء اللہ یہ کام نہیں کروں گا۔ تو وہ کام کرنے سے آدمی حانث نہ ہو گا۔ استثناء کے بارے میں مذاہب میں کچھ تفصیل ہے جو کہ یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک انشاء اللہ یمین اور نذر میں فائدہ دیتی ہے یعنی اس کے ذکر کرنے سے خلاف قسم پر انسان حانث نہیں ہوتا۔ جیسے کوئی کہے کہ " **واللہ لا أفعل كذا ان شاء الله أو الّا ان يّشاء الله**" یعنی اللہ کی قسم میں انشاء اللہ یا الّا ان یشاء اللہ یہ کام نہیں کروں گا۔ تو وہ کام کرنے پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ یا یہ کہے کہ علی نذر لا أفعل كذا نشاء اللہ أو الّا أن يشاء اللہ "یعنی میں انشاء اللہ یا الّا ان یشاء اللہ ایسا نہیں کروں گا ورنہ مجھ پر نذر (صدقہ) ہے۔ لیکن اگر یوں کہا کہ علیہ طلاق ان فعل كذا أو لم يفعل كذا ان شاء اللہ "یعنی مجھ پر طلاق ہے اگر میں نے انشاء اللہ یہ کام کیا یا نہیں کیا اور وہ اپنے قسم میں حانث ہوا تو طلاق واقع ہو جائے گا اور انشاء اللہ یہاں فائدہ نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ بارادۃ اللہ ،وقضاء اللہ اور قدر اللہ کے ذریعے استثناء میں اختلاف ہے بعض کے مطابق انشاء اللہ کی طرح اس سے بھی استثناء حاصل ہو جاتی ہے جبکہ بعض کے مطابق صرف انشاء اللہ ہی استثناء کا فائدہ دیتی ہے۔ الّا اور اس کی اخوات کے ساتھ استثناء تمام قسم کے قسموں میں فائدہ دیتی ہے خواہ غموس ہو، لغو ہو یا منعقدہ ہو۔ مالکیہ کے نزدیک استثناء کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرائط ہیں ؛

(۱) حرف استثناء مستثنیٰ منہ کے فوراً بعد ذکر کیا گیا ہو ،خواہ انشاء اللہ کے ساتھ ہو یا کسی اور لفظ کے ساتھ۔ البتہ اگر کھانسی، چھینک یا سانس کے ٹوٹنے سے درمیان میں وقفہ آجائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کسی چیز کو یاد کرنے یا سلام کا جواب دینے کی غرض سے درمیان میں وقفہ آجائے تو استثناء فائدہ نہیں دے گا۔

(۲) استثناء کا ذکر کرتے وقت اس کی نیت بھی ہو کیونکہ بلا ارادہ زبان پر انشاء اللہ یا کوئی اور حرف استثناء آجانے سے استثناء حاصل نہیں ہوتا۔

(۳) استثناء کا مقصد اور ارادہ ہی قسم کا ابطال ہو خواہ یہ ارادہ لفظ استثناء کی ادائیگی سے پہلے کی ہو یا ادائیگی کے وقت کی جائے۔لیکن لفظ استثناء کی ادائیگی کے بعد نیت کرنے سے استثناء حاصل نہیں ہوتا۔اگر بات کرتے وقت کوئی یاد سلائے کہ انشاء اللہ کہو اور اس نے ابھی بات ختم نہیں کی ہے اور کہہ دیا تو صحیح ہے۔اگر تبرک کی نیت سے انشاء اللہ کہا تو بھی استثناء حاصل نہ ہو گا۔

(۴)حرف استثناء زبان سے ادا کی جائے اگرچہ نیچی آواز سے کیوں نہ ہو ،لیکن جب معاملہ کسی دوسرے کے حق کا ہو جیسے خرید و فروخت تو وہاں نیچی آواز سے ذکر فائدہ نہ دے گی بلکہ اونچی آواز سے استثناء کا ذکر کیا جائے۔

(۵)قسم کرتے وقت استثناء میں جس چیز کے استثناء کی نیت نہ ہو ،اور قسم کے بعد اس کو استثناء کے ذریعے نکال دینے کی نیت کی تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔بلکہ مناسب یہ ہے کہ پہلے سے اس چیز کے نکالنے کی نیت کی جائے۔مثال کے طور پر کسی نے کہا "مجھ پر تمام حلال چیزیں حرام ہوں میں یہ کام نہیں کروں گا اور یہ کہنے سے قبل اس کی نیت بیوی کا نکاح سے نکل جانا بھی ہواور اسکے بعد اس نے وہ کام کیا تو اس کی بیوی اس حرام ہو گئی اور اگر پہلے اس کی نیت بیوی کا حرام ہونا قسم میں شامل تھا اور بعد میں اس نے اس کے اخراج کی نیت کی تو یہ معتبر نہیں۔

شافعیہ کے نذدیک استثناء پانچ شرائط کے ساتھ تمام قسموں اور عقود میں منعقد ہوتی ہے۔(۱) استثناء کا ذکر مستثنیٰ منہ کے فوراً بعد ذکر ہو یعنی عرف میں وہ ایک ہی بات شمار ہوتی ہو ،پس سانس لینے یا آواز کے ٹوٹنے یا مختصر کھانسی سے آجانے والا وقفہ مضر نہیں البتہ کھانسی کالمبی ہو جانا ،درمیان میں کوئی اور بات کرنا یا لمبی سکوت اختیار کرنے سے استثناء متاثر ہوتی ہے۔(۲) اس سے ارادہ اور قصد بھی قسم کے حکم کا ختم کرنا ہو۔(۳) قسم کا زبان سے ذکر کرنے سے فارغ ہونے سے قبل نیت استثناء کی جائے۔(۴) استثناء مکمل طور سے منتثنیٰ منہ پر

مشتمل نہ ہو جیسے کوئی کہے " علیہ الطلاق ثلاثا ' الاثلاثا '" یعنی اس پر تین کے مسوا تین طلاق واقع ہو۔

(۵) استثناء کا واضح اور صاف الفاظ میں ایسے ذکر کیا جائے کہ وہ خود سنے، نہ آواز مبہم ہو اور نہ الفاظ۔

حنفیہ کے نزدیک استثناء انشاء اللہ یا کسی اور لفظ سے حاصل ہو تا ہے۔اگر کوئی کہے کہ انشاء اللہ ،الا اَن یشاء اللہ ، یا ماشاء اللہ اَو الا ان یریٰ ،یا الا اَن اَحب غیر ھذا میں یہ کام نہیں کروں گا اور پھر وہ کام کر لیا تو وہ حانث نہ ہو گا۔اسی طرح اگر کہے "میں یہ کام نہیں کروں گا اگر اللہ نے میری مدد کی یا اللہ نے میرے لئے یہ آسان کر دیا یا اللہ کی مدد سے وغیرہ، اور اس نے وہ کام کیا تو وہ حانث بھی نہ ہو گا اور اس پر کفارہ بھی نہیں۔اور یہ استثناء طلاق کے سوا باقی چیزوں میں فائدہ دے گیاور اگر طلاق میں یہ کہا کہ اگر اللہ نے میری مدد کی یا اللہ کی مدد سے اور اس سے مراد استثناء ہو تو اس کے اور اللہ کے ہاں تو یہ استثناء قبول ہو گی لیکن قضاء اًاسے اس کا فائدہ حاصل نہ ہو گا۔حنفیہ کے نزدیک استثناء کے شرائط دارج ذیل ہیں؛

(۱)ایسے حروف سے استثناء کا ذکر کیا جائے کہ وہ خود بھی ان الفاظ کو سنے اگر وہ خود ہی نہ سنے تو استثناء واقع نہ ہو گی۔ گونگے کے لئے اس کا اشارہ بھی کافی اور صحیح ہے۔

(۲) استثناء کا ذکر مستثنیٰ منہ کے ساتھ متصل ذکر کیا جائے اور بلا ضرورت اس میں وقفہ کرنے سے استثناء حاصل نہ ہو گی ۔البتہ ضرورت کی بناء پر وقفہ آجائے جیسے سانس رک جائے ،کھانسی آجائے وغیرہ اور اس کے بعد استثناء کا ذکر کیا جائے تو صحیح ہے اور اس میں قصدیا ارادہ شرط نہیں لہٰذا اگر کوئی بیوی سے کہے کہ تجھے طلاق ہے اور پھر بغیر ارادہ کے زبان پر استثناء آجائے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔

(۳) استثناء مستثنیٰ سے زیادہ ذکر کیا جائے مثلاً "ھی طالق ثلاثا " الا اربعا "۔

(۴) یا استثناء تعداد میں مستثنیٰ منہ کے برابر ہو مثلاً "ھی طالق ثلاثا " الا ثلاثا "۔اور استثناء بغیر لفظ کے مستثنیٰ منہ کے کل سے ہو تو بھی صحیح ہے جیسے کوئی کہے میری سب بیویوں کو طلاق سوائے زینب، فاطمہ اور سلمیٰ کو۔اور اس کی یہی تین بیویاں ہوں جبھی تو اس طرح کا استثنیٰ (کل سے کل کی) بھی صحیح ہے۔

حنابلہ کے نزدیک ہر اس قسم میں استثنیٰ صحیح ہے جس میں کفارہ لازم آتا ہے جیسے اللہ پر قسم ،ظہار، اور نذر وغیرہ میں لیکن طلاق میں استثناء صحیح نہیں ہے۔آپ کے ہاں استثنیٰ کے تین شرائط ہیں؛

(۱) استثنیٰ کا ذکر مستثنیٰ منہ کے ساتھ متصل کیا جائے،اگر ان میں تھوڑا سا وقفہ بھی آجائے تا استثنیٰ صحیح نہ ہو گی۔البتہ سانس ٹوٹ جائے یا کھانسی یا چھینک آجائے تو اس سے جو وقفہ آتا ہے وہ متصل کے حکم میں آتا ہے۔

(۲) استثنیٰ کا ذکر زبان سے کیا جائے ،دل میں اس کا ذکر کرنے سے استثنیٰ حاصل نہ ہوگی۔

(۳)مستثنیٰ منہ کا ذکر ختم کرنے پہلے استثنیٰ کا ارادہ کیا جائے۔اگر استثنیٰ کے ذکر کئے بغیر قسم کھائی اور قسم کھانے کے بعد استثنیٰ کا ارادہ اور قصد کیا تو یہ صحیح نہیں ،اسی طرح بغیر ارادہ کے استثنیٰ کا ذکر کرنے سے بھی استثنیٰ حاصل نہیں ہوتی۔

کن الفاظ سے قسم منعقد ہوتی ہے: جس طرح پہلے ذکر کیا گیا کہ قسم اللہ کے نام یا اس کے صفاتی ناموں کے ساتھ منعقد ہوتی ہے اس لحاظ سے مذاہب اربعہ میں جن چیزوں سے قسم منعقد ہوتی ہے اس کا ذکر کیا جائے گا۔حنفی مذہب کے مطابق قسم کا انعقاد دو طرح سے ہوتا ہے۔

(۱) پہلی قسم:۔اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم مند ہوتی ہے جیسے واللہ یا باللہ۔اس کی دو قسمیں ہیں ،ایک یہ کہ اللہ کے ذاتی نام کے ساتھ قسم کھانا یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو جیسے واللہ یا والرحمن ،اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذریعے نیت اور

عرف کو دیکھے بغیر مطلقاً قسم منعقد ہوتی ہے۔دوسرا اللہ کے ایسے ناموں کے ساتھ جو صرف اس کے ساتھ خاص نہ ہو جیسے علیم ،حلیم ،مالکوغیرہ،تو ایسے ناموں کے ساتھ قسم کھانے کا حکم یہ ہے اگر قصد قسم کا ہو تو بلا اختلاف کے قسم منعقد ہوتا ہے ،اگر قسم کا قصد نہ ہو تو قسم منعقد نہ ہو گی کیونکہ بات مقصد کے تابع ہوتی ہے البتہ اگر اس میں کسی اور کا حق شامل ہو جیسے طلاق ،ایلاء وغیرہ تو اس صورت میں نیت کا اعتبار نہ ہو گا جیسے کسی نے کہا کہ اگر میں قسم کھاؤں تو مجھ پر بیوی طلاق ہے یا میں چار مہینے سے زیادہ اس کے ساتھ قربت نہ رکھوں گا اور پھر اس قسم کھائی اور کہے کہ اس سے میرا ارادہ قسم کا نہیں تو قضاءً اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔اور اگر قسم کھاتے وقت کچھ بھی نیت نہ ہو تو راجح قول کے مطابق قسم منعقد ہو گا۔اگر کوئی کہے کہ بسم اللہ میں کھڑا نہیں ہو ں گا یا واسم اللہ میں تجھ کو دراھم دوں گا جس طرح بعض نصاریٰ قسم کھاتے تھے ،تو بعض کے نزدیک قم منعقد ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک منعقد نہیں ہوتی۔

(۲) دوسری قسم اللہ تعالیٰ کے کسی صفاتی نام کے ساتھ قسم کھانا ہے۔یہاں صفت سے مراد خاص صفت ہے جیسے

قدرۃ اللہ ،وعزتہ وعظمتہ وغیرہ۔اور جو ذات اور صفت دونوں پر دلالت کرتی ہے جیسے علیم وغیرہ اس کا حکم گذر چکا۔اور صفت خواہ ذاتی ہو یا فعلی برابر ہے۔لیکن قسم کے انعقاد کے لئے شرط یہ ہے کہ اس صفت کے ساتھ قسم کھانا معروف ہو یعنی عرف میں اس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہو کیونکہ حنفی مذہب میں قسم کی بناء عرف پر ہے۔قرآن مجید یا کلام اللہ کے ذریعے قسم کھانے سے قسم منعقد ہو گی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور عرف میں بھی اس کے ذریعے قسم کھائی جاتی ہے۔اور عام طور پر جو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی جاتی ہے اس سے قسم منعقد نہیں ہوتی البتہ اگر یہ کہا جاء کہ جو کچھ اس قرآن میں ہے اس پر قسم کھاتا ہوں تو قسم منعقد ہوگیااور جن صفات پر قسم کھانامعروف نہ ہو اس پر قسم منعقد نہ ہو گی جیسے اللہ کی رحمت کی قسم یااس کے علم کی قسم یا اس کی رضا یا غصہ کی قسم وغیرہ۔

شافعی مسلک کے مطابق جن چیزوں سے قسم منعقد ہوتی ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔

(ا)ایسے نام پر قسم کھانا جو صرف اللہ کے ساتھ خاص ہو اور اس کے علاوہ کسی اور کے لئے نہ بولا جائے خواہ وہ لفظ مشتق ہو جیسے رب العٰلمین وغیرہ یا مشتق نہ ہو جیسے لفظ اللہ۔اور وہ نام اللہ کے اسمائے الحسنیٰ میں سے ہوں جیسے الرحمن ،الرحیم ،قدوس وغیرہ یااس کے علاوہ ہو جیسے خالق الخلق،ومن نفسی بیدہ۔

(۲) ایسے اسماء کے ساتھ قسم کھانا جو اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور کے لئے بھی بولے جاتے ہوں لیکن زیدہ تر اورعموماً اللہ ہی کے لئے بولے جاتے ہوں جیسے الرحیم ،الرازق، الرب اور خلق کی طرف اضافت کئے بغیر الخالق کہ یہ اللہ کے سوا اوروں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے رب الدار، خالق الافک، رحیم، القلب وغیرہ۔

(۳) ایسے ناموں کے ساتھ قسم کھانا جو اللہ کے ساتھ غیر کے لئے بھی برابر استعمال ہوتے ہیں جیسے موجود، عالم، زندہ وغیرہ کیونکہ یہ صفات مخلوق کے لئے بھی استعمال ہوتی ہیں تو قسم کی نیت کے ساتھ ان اسماء کے ذریعے قسم منعقد ہوتی ہے اور اگر ارادہ نہ ہو تو قسم بھی منعقد نہ ہوگی۔تو ایسے ناموں سے قسم کھانے سے تین صورتیں پیدا ہوتی ہیں، اول قسم کا ارادہ ہو، دوم قسم نہ کھانے کا ارادہ ہو، سوم کچھ بھی نیت اور ارادہ نہ ہو۔تو اگر قسم کا ارادہ ہو تا تینوں صورتوں میں قسم منعقد ہوگی، اور اگر قسم نہ کھانے کا ارادہ ہو تو بھی تینوں صورتوں میں قسم منعقد نہ ہوگی سوائے طلاق، عتاق(غلام کا آزاد کرنا) اور ایلاء میں ۔پس اگر کوئی کہے کہ اگر میں نے اللہ کی قسم کھائی تو مجھ پر بیوی طلاق یا میں بیوی سے چار ماہ سے زیادہ تک وطی نہیں کروں گا اور پھر اس نے اللہ کے نام کی قسم کھائی اور وہ کہے کہ میں نے قسم کی نیت نہیں کی تھی تو ظاہراًاس کی بات نہیں مانی جائے گی البتہ باطناً وہ گناہگار نہ ہوگا۔یہاں پھر تین صورتیں بنتی ہیں، اول نیت اللہ تعالیٰ کی ہو، دوم نیت غیر اللہ کی ہو، سوم کچھ بھی نیت نہ ہو۔اگر قسم کے دوران صفت سے مراد اللہ کی صفت ہو تو سب صورتوں میں قسم منعقد ہوگی۔اگر نیت غیر اللہ کی ہو تو قسم اول میں قسم منعقد ہوگی باقی دو میں منعقد نہ ہوگی کیونکہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا جائے وہ اسی کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے اور جو اللہ کے سواغیر کے ساتھخاص ہو اس سے قسم منعقد نہ ہوگیاور جہاں کچھ بھی نیت ہو تو وہاں پہلی دو صورتوں میں قسم منعقد ہوگی اور تیسری قسم میں قسم منعقد نہ ہوگی یعنی کو صفت اللہ ہی کے لئے بولی جائے یا جو صفت اللہ اور غیر دونوں کے لئے بولی جائیں لیکن غالب اور زیادہ تر اللہ ہی کے لئے بولی جاتی ہیں!

وہاں قسم منعقد ہوگی اور جہاں اللہ اور غیر اللہ دونوں کے لئے مساوی طور پر استعمال ہوتی ہیں تو وہاں دار و مدار نیت پر ہوتا ہے اگر اللہ کی صفت کا قصد ہو تو قسم منعقد ہوگی اور غیراللہ کی صفت کی نیت کی ہو تو قسم منعقد نہ ہوگی۔

(۴)ایسے ناموں کے ساتھ قسم کھائی جائے جو اس کی ذاتی صفات ہوں جیسے اللہ کا علم، قدرت، عزت، عظمت، حق وغیرہ تو قسم منعقد ہوتی ہے اور جو افعالی صفات ہیں جیسے پیدا کرنا، رزق دینا وغیرہ تو اس سے قسم منعقد نہیں ہوتی۔اور جو سلبی صفات ہیں اس میں اختلاف ہے۔اگر اس صفت سے مراد کوئی اور معنٰی ہو جو اس صفت میں موجود ہو جیسے علم سے مراد معلوم شئے ،قدرت سے مراد مقدور،باقی سے مراد آثار کا ظاہر ہونا یا کلام سے مراد

حروف اور آواز ہوںوغیرہ تو اس سے قسم منعقد نہیں‌ہوتی اور کتاب اللہ ،یمین اللہ والقرآن والمصحف، والتورٰۃ۔والانجیل سے قسم منعقد ہوتی ہے ،البتہ اگر قرآن سے مراد خطبہ یا نماز ہوجیسے قرآن میں ارشاد ہے ،" وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ" (الاعراف:۲۶۴)ہاں مراد خطبہ ہے،اسی طرح ارشاد ہے، " وَقُرْآنَ الْفَجْرِ"(الاسراء:۷۸)یہاں مراد فجر کی نماز ہے۔تو اس صورت میں قسم منعقد نہ ہوگی۔اسی طرح اگر مصحف سے مراد صفحات اور جلد ہوں تو اس سے بھی قسم منعقد نہ ہوگی۔

مالکیہ کے نزدیک وہ قسم منعقد ہوگی جو اللہ کے اسماء الحسنیٰ میں سے کسی کے ساتھ بھی کھائی جائے خواہ وہ نام ذات کے لئے وضع ہواہو جیسے اللہ،یا صفات میں سے کسی صفت کے لئے وضع ہوا ہو جیسے الرحمٰن ،الرحیم وغیرہ۔اسی طرح ایسی صفات جس

کا وجود ہو یا معانی کے لحاظ سے صفت ہو جیسے قدرۃ اللہ،وحیاتہ، وعلمہ وغیرہ ان سے بھی قسم منعقد ہوتی ہے،اور جو افعالی صفات ہیں جیسے الخلق ، الرزق،الأمانۃ وغیرہ تو ان سے اتفاقاً قسم منعقد نہیں ہوتی۔قسم کے لئے لفظ کا ذکر کرنا ضروری ہے اسلئے دل میں قسم کھانے سے قسم منعقد نہ ہوگی۔اسی طرح أقسم، أحلف اور أشھد سے بھی قسم منعقد ہوتی ہے اگرچہ اللہ کا نام ذکر نہ بھی کیا جائے کیونکہ قسم کی نیت کرنے سے لفظ اللہ تقدیری آتا ہے۔وکلامہ،والقرآن،والمصحف سے بھی قسم منعقد ہوتی ہے جب اس سے مراد کلام قدیم ہو اور اگر مراد اوراق اور کتابت ہو یا کوئی بھی نیت نہ ہو تو قسم منعقد نہیں ہوتی ،و عزۃ اللہ سے مراد جب اللہ تعالیٰ کی قوت اور منع کرنا ہو تو قسم منعقد ہوتی ہے اور اگر مراد وہ چیز ہو جو اللہ نے اپنے بندوں میں پیدا کی ہے تو قسم منعقد نہ ہوگی۔لیکن أعزم کے ذریعے قسم کھانا مقصود نہو تو اس کے ساتھ اللہ کا لفظ ذکر کرنا ضروری ہے۔لیکن لک علی عہد ، أعطیتک عہد عزمت علیک باللہ ،حاشا اللہ ،معاذاللہ کے الفاظ ذکر کرنے سے قسم منعقد نہیں ہوتی۔اسی طرح اللہ راع أو کفیل کے الفاظ اگر خبر کے لئے تو بھی قسم منعقد نہیں ہوتی اوراگر قسم کی نیت سے کہے تو قسم منعقد ہوگی۔

حنابلہ کے نزدیک دو طرح کی قم منعقد ہوتی ہے ؛

(۱) اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم جیسے واللہ ، باللہ ،تاللہ اس سے قسم منعقد ہوگی اگر نیت کسی اور چیز کی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے۔اور جو نام غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہوں لیکن وہ صرف اللہ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے العظیم ،الرحیم وغیرہ تو اس صورت میں اگر نیت غیر اللہ کی ہو تو قسم منعقد نہ ہوگی اور اگر نیت اللہ ہو یا کچھ بھی نیت نہ ہو تو قسم منعقد ہو گی۔اور ایسے نام یا الفاظ جو غیر اللہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن اللہ کے لئے بھی اس کے اطلاق کا احتمال ہو جیسے الموجود، الحی ،والعالم ، والمؤمن،ولواحد ،والمکرم وغیرہ تو اس صورت میں اگر نیت اللہ کی ہو تو قسم منعقد ہوگی ،لیکن اگر نیت غیر اللہ ہو یا نیت کچھ بھی نہ ہو تو قسم منعقد نہ ہوگی۔

اگر ایسی چیز سے قسم کھائی جائے جو اللہ کی طرف مضاف ہوئی ہو تو اس سے بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے جیسے وحق اللہ ،وعھداللہ ،واسم اللہ ،وأیمن اللہ وغیرہ اور حانث ہونے کی صورت میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔بامانۃ اللہ سے قسم منعقد ہو جاتی لیکن مکروہ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے ذریعے قسم کھانا جیسے الرحمن،الرحیم، القدیم، خالق الخلق ،رازق العلمین۔رب العلمین، العلم بکل شیئ،الحی الذی لا یموت،الأول الذی لیس قبلہ شیء وغیرہ کے ذریعے قسم منعقد ہوتی اگرچہ نیت نہ کیہو یا غیر اللہ کی نیت ہو کیونکہ مقصد کے لحاظ سے یہ ظاہر ہے اور نیت اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا۔اسی طرح قرآن ،یا ایک سورت یا کسی آیت پر بھی قسم ہو جاتی ہے ،تورٰت انجیل، زبور ،فرقان یا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحف پر بھی قسم منعقد ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔اسی طرح أحلف باللہ ،أو أشھد، أقسم،أعزم کے ذریعے بھی قسم منعقق ہوتی ہے،اور جب اس کے ساتھ اللہ کا نام نہ لیا جائے تو قسم منعقد نہیں ہوگی البتہ اگر نیت میں ان الفاظ کی اضافت اللہ کی طرف ہو تو ہو جاتی ہے۔استعین باللہ، أتوکل علی اللہ ،علم اللہ أو عز اللہ أو تبارک اللہ ،الحمد للہ یا سبحان اللہ کے ذریعے قسم منعقد نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر پر قسم کھانا:۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر قسم کھانے سے قسم منعقد نہ ہوگی۔مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ پر، کعبہ شریف ، حضرت جبرائیلؑ یا کسی دوسرے معظم چیز پر قسم کھانے سے قسم منعقد نہ ہوگی اور حنث کی صورت میں کفارہ بھی لازم نہیں آتا۔اگر حالف کا غیر سے قسم کھانے کا مقصد محلوف علیہ کا تعظیم میں اللہ کے ساتھ شرک ہو تو یہ شرک ہے ،اگر نبی کریم ﷺ یا نبیوں پر قسم سے اس کی مراق ان کی بے حرمتی اور استہانت ہو تو یہ کفر ہے اور اگر صرف قسم نیت ہو اور کچھ نہ ہو تو اس میں مذہب کی تفصیل کچھ یوں ہے؛

حنفیہ کے نزدیک اگر حلف کو کسی چیز سے معلق کیا جائے جیسے کوئی کہے مجھ پر طلاق ہیں یہ کام نہیں کروں گا یا اگر میں نے ایسا کیا تو اگر بات پکی کرنے کے لئے ہو تو بغیر کراہت کے قسم منعقد ہوتی ہے۔اور اگر قسم ماضی کے کسی امر کے بارے میں ہو یا بغیر غرض کے کھائی ہو تو مکروہ ہے۔اسی باپ کی قسم اور تمہاری قسم یا تمہارے عمر کی قسم وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔اگر کوئی یہ کہے کہ میں یہ کام کروں تو میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہوں گا یا میں اسلام سے بریٔ یا کافر ہوں گا تو یہ قسم منعقد ہوگی اور اس کام کے کرنے سے اس پر کفارہ بھی لازم آتا ہے کیونکہ ایسی قسمیں حجور ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک کھائی جاتی ہیں اور کسی نے اس پر نکیر نہیں کی ہے حالانکہ غیر اللہ پر

قسم کھانا حرام ہے لیکن عرف میں یہ قسم کے لئےکنایتاً استعمال ہوتی ہیں۔ایسی قسم میں حنث کی سورت میں انسان کافر نہیں ہوتا کیونکہ ایسی قسم کھانے سے مراد بات کو پکی کرنا مقصود ہوتا ہے۔

شافعیہ کے نزدیک غیر اللہ پر اور طلاق پر بغیر کسی مقصد کے قسم کھانا مکروہ ہے۔اور کوم کرنے کی صورت میں

یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اسلام سے بریٔ اور کافر ہونے کی شرط لگا کر قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوتی۔

حنابلہ کے ہاں غیر اللہ اور اللہ کے صفات کے علاوہ کسی اور چیز پر قسم کھانا حرام ہے اگرچہ نبی یا کسی ولی پر کیوں نہ

ہواور جس نے ایسی قسم کھائی تو وہ توبہ و استغفار کرے اور اپنے کئے پر شرمندہ ہو جائے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں۔طلاق پر قسم کھانا مکروہ ہے۔

مالکیہ کے نزدیک شرعی طور پر معظم چیز پر قسم کھانے میں دو قول ہیں ایک حرام ہونے کا اور دوسرا مکروہ ہونے کا اور مشہور قول اس کے حرام ہونے کا ہے۔اور ایسی چیز پر قسم کھانا جو معظم نہ ہو جیسے بت پر یا خون پر قسم کھانا جس طرح جاہلیت میں لوگ اس کی قسم کھاتے تھے یا اللہ کے سوا کسی اور معبود پر قسم کھانا تو اگرتعظیماً نہ ہو یتو ان پر قسم کھانا حرام ہے اور اگرتعظیماً ہو تو کفر ہے اسی طرح اشراف اور سلاطین کے سر کی قسم کھانا بھی حرام ہے۔